تاریخی
اخلاقی کہانیاں

۱

افضل حسین
ایم۔اے۔ایل۔ٹی

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۱)

حیا

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بچپن تھا۔ کعبے کی ایک دیوار کچھ ٹوٹ گئی تھی۔ لوگ اس کی مرمت کر رہے تھے۔ بچے بھی کام پر لگے ہوئے تھے۔ پتھر کے ٹکڑے کندھوں پر رکھ رکھ کر لاتے اور دیوار میں لگاتے۔ تھوڑی دیر میں جب کندھے دُکھنے لگے تو بچوں نے اپنے اپنے تہ بند کھول کر کندھوں پر رکھ لیے اور پتھر لاد کر لانے لگے۔

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی پتھر ڈھو رہے تھے۔ ڈھوتے ڈھوتے کندھوں میں درد ہونے لگا۔ آپ کے چچا بھی موجود تھے۔ بھتیجے کی تکلیف دیکھ کر بولے:

بیٹا! تم بھی اپنا تہہ بند کھول کر کندھے پر رکھ لو۔ تاکہ پتھر لادنے میں کندھے نہ دُکھیں۔''

چچا کے حکم کی تعمیل میں پیارے نبیؐ نے ایسا کرنا چاہا۔ مگر اس بے حیائی کی برداشت آپؐ میں کب تھی۔ آپؐ تو بچپن ہی سے بے حد حیا

والے تھے۔ سَتر کھول کر برہنہ ہو جانا کیسے گوارا کر سکتے تھے۔ آپ تہہ بند کھولنا چاہتے ہی تھے کہ غیرت کے مارے بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ چچا نے جب یہ حال دیکھا تو برہنہ ہونے سے منع کر دیا۔

۱- لڑکے پتھر کیوں ڈھوتے تھے؟

۲- کندھے دُکھنے پر اُن لوگوں نے کیا کیا؟

۳- پیارے نبیؐ کو جب چچا نے حکم دیا تو کیا ہوا؟

(۲)

سلام کرنا

سلام کرنے سے محبت بڑھتی ہے۔ حضرت عمرؓ کے صاحب زادے حضرت عبداللہؓ اس بات سے خوب واقف تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے تھے کہ وہ ہر چھوٹے بڑے کو سلام کرتے ہیں۔ بچے تک اگر کہیں کھیلتے ہوئے مل جاتے ہیں تو ان کو بھی سلام کرتے ہیں۔ اب بھلا جو عمل پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے حضرت عبداللہؓ اس سے کیوں چوکتے۔ اسی لیے وہ بھی سلام کرنے میں پیش پیش رہتے تھے۔

آخر میں تو حضرت عبداللہؓ کا معمول ہوگیا تھا کہ سلام ہی کی غرض سے بازار جاتے اور وہاں ہر دُکاندار، مسکین، مسافر غرض کہ جو بھی ملتا اُسے سلام کرتے تھے۔

ایک دن ایک شخص نے پوچھا حضرت آپ بازار آتے ہیں، نہ بھاؤ تاؤ کرتے ہیں، نہ سودا سلف خریدتے ہیں اور نہ کہیں بیٹھتے ہیں پھر آخر

کس کام سے آتے ہیں؟

حضرت عبداللہؓ بولے ''میں صرف سلام کرنے کے لیے بازار آتا ہوں۔''

حضرت عبداللہؓ کے نزدیک محض سلام کرنے کے لیے بازِار جانا، سودا سلف لینے کے لیے بازار جانے سے زیادہ اہم کام تھا۔

۱- حضرت عبداللہؓ بازار کس لیے جاتے تھے؟

۲- سلام سے کیا فائدے ہیں؟

۳- سلام کے آداب بتاؤ؟

(۳)

والدین کی خدمت

حضرت شرف الدینؒ ایک بزرگ گزرے ہیں۔ اللہ کی آپ پر رحمت ہو۔ وہ اپنے ابّا میاں اور اپنی امّی جان کا بہت ادب کرتے تھے۔ ہمیشہ ان کا حکم مانتے اور ان کی خدمت کے لیے تیار رہتے تھے۔ ایک دن کی بات ہے وہ ابھی منّے سے تھے، امی جان چارپائی پر لیٹی تھیں۔ اتفاق سے انھیں پیاس لگی۔ بولیں، بیٹا! مجھے پیاس لگی ہے، ذرا ایک کٹورا پانی پلادو۔ شرف الدینؒ کٹورا لے کر دوڑے ہوئے پانی لینے گئے۔ گھڑے سے پانی انڈیل کر لوٹے تو دیکھا کہ امی جان کی آنکھ لگ گئی ہے۔ اب کیا کریں، اگر جگاتے ہیں تو امی جان کو تکلیف ہوگی۔ اس لیے انھوں نے جگانا مناسب نہ سمجھا۔ پانی کا کٹورا ہاتھ میں لیے سرہانے کھڑے رہے کہ نہ جانے کب امی کی آنکھ کھُل جائے اور وہ پانی مانگ لیں۔ رات کا بڑا حصہ گزر گیا۔ وہ اسی طرح پانی لیے کھڑے رہے۔ آخر امی کی آنکھ کھلی۔ وہ کیا

دیکھتی ہیں کہ شرف الدینؒ پانی کا کٹورا لیے کھڑے ہیں۔

"بیٹا! کیا تم اس وقت سے اب تک کھڑے ہو؟" امی نے پوچھا۔

"ہاں امی جان! میں اسی وقت سے کھڑا ہوں تا کہ جب آپ کی آنکھ کھلے میں پانی پیش کروں۔" انھوں نے ادب سے کہا۔

یہ جواب سن کر امی جان بہت خوش ہوئیں۔ اچھے بیٹے کو دعا دی۔ چنانچہ بڑے ہو کر بہت بڑے ولی اللہ ہوئے۔

۱۔ یہ کہانی اپنے الفاظ میں سناؤ؟

۲۔ تم اپنے ابا میاں اور امی جان کی کیا خدمت کرتے ہو؟

(۴)

استاد کا ادب

ہارون رشید ایک بہت مشہور بادشاہ گزرا ہے۔ اس کے دو بیٹے تھے۔ ایک کا نام امین تھا دوسرے کا مامون۔

ایک دن کی بات ہے دونوں لڑکے اپنے استاد کے پاس پڑھ رہے تھے۔ اتفاق سے استاد کو کسی کام کے لیے اٹھنا پڑا۔ استاد ابھی تیار ہو کر چلنے ہی والے تھے کہ ان کی جوتیاں سیدھی کرنے کے لیے دونوں لڑکے دوڑ پڑے جوتیوں کے پاس پہنچ کر دونوں لڑنے لگے۔ ہر ایک چاہتا تھا کہ استاد کی جوتیاں میں سیدھی کروں۔ آخر استاد نے یہ کہہ کر جھگڑا چکا دیا کہ ایک لڑکا ایک جوتی سیدھی کرے، دوسرا لڑکا دوسری جوتی۔ دونوں نے جوتیاں سیدھی کر کے رکھیں اور استاد پہن کر باہر گئے۔

ہارون رشید کو جب اس کی خبر ملی تو وہ بہت خوش ہوا۔ دونوں کو بلا کر بہت انعام دیا۔ بڑے ہو کر یہی دونوں لڑکے بادشاہ ہوئے۔

۱۔ دونوں شہزادوں نے استاد کی کیا خدمت کی؟
۲۔ بادشاہ نے سنا تو کیا کیا؟
۳۔ تم اپنے استاد کی خدمت کس کس طرح کرتے ہو؟

(۵)

بزرگوں کا ادب

ایک دن کی بات ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپؐ نے فرمایا:

وہ کون سا درخت ہے جو فضیلت میں مسلمانوں سے ملتا جلتا ہے۔ ہر سال پھل دیتا ہے اور اس پر خزاں کبھی نہیں آتی؟

دونوں بزرگ یہ پہیلی نہ بوجھ سکے۔

حضرت عمرؓ کے صاحب زادے حضرت عبداللہؓ بھی موجود تھے، وہ اس پہیلی کو فوراً بوجھ گئے۔ دل میں آیا کہ کہہ دیں کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔ مگر چوں کہ ان کے ابا میاں اور دوسرے بزرگ خاموش تھے، اس لیے انھوں نے بولنا بے ادبی سمجھا اور بوجھ جانے پر بھی خاموش رہے۔

حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا تو کہا:

بیٹے! جب تمھیں معلوم تھا تو کیوں نہ بتایا۔ اگر اس وقت

بتا دیتے تو میں تم سے بہت خوش ہوتا کہ جس پہیلی کو کوئی نہ بوجھ سکا اسے ہمارا منّا سا بیٹا بوجھ گیا۔

حضرت عبداللہؓ بولے:

ابّا میاں! جب آپ اور حضرت ابوبکرؓ نہیں بولے تو میں کیسے بول پڑتا، آپ بزرگوں کی بے ادبی ہوتی اسی لیے میں خاموش رہا۔

حضرت عمرؓ اپنے بیٹے کے اس جواب سے بہت خوش ہوئے۔

۱۔ حضرت عمرؓ کی بیٹے سے کیا بات چیت ہوئی؟

۲۔ حضرت عبداللہؓ بوجھ جانے کے باوجود کیوں خاموش رہے؟

(٦)

بچوں سے پیار

بہت دنوں کی بات ہے جب بھیڑ بکریوں کی طرح آدمی بِکا کرتے تھے۔ کچھ خراب لوگ ایک ننّھے مُنّے بچّے کو پکڑ کر بازار میں بیچنے کے لیے لائے۔

بی بی خدیجہؓ نے سنا تو انھیں بہت ترس آیا۔ بچے کو خرید لیا۔ اور پیارے نبیؐ کے پاس لے گئیں۔

پیارے نبیؐ بچوں سے بہت پیار کرتے تھے۔ اس بچے سے تو انھیں اور زیادہ محبت ہوگئی اِس لیے کہ بدمعاشوں نے اسے ماں باپ سے جدا کر دیا تھا۔ آپؐ کے سوا اس بچے کا اور کون سرپرست تھا۔ آپؐ نے بچے سے پیار محبت کی باتیں کیں۔ وہ بھی آپؐ سے مانوس ہوگیا۔ ہر وقت آپؐ ہی کے ساتھ رہتا۔ آپؐ نے اسے بڑی محبت سے پالا۔

کچھ دنوں کے بعد بچے کے باپ کو خبر ہوئی۔ وہ اپنے بیٹے کو تلاش

کرتا آپؐ کے پاس پہنچا۔ جب اسے معلوم ہوا کہ بی بی خدیجہؓ نے لڑکے کو خرید لیا ہے تو وہ روپے ادا کر کے اپنے بیٹے کو واپس مانگنے لگا۔ پیارے نبیؐ بھلا روپے کب لے سکتے تھے۔ آپ نے بلا قیمت بچے کو آزاد کر دیا اور کہا ''لڑکا جہاں چاہے جا سکتا ہے۔''

پیارے نبیؐ نے لڑکے کو بڑی محبت سے پالا تھا۔ اچھی اچھی باتیں سکھائی تھیں۔ پیار سے رکھتے تھے۔ وہ بھلا آپ کو چھوڑ کر کہیں اور کیسے جا سکتا تھا۔ اتنی محبت سے رکھنے والا اسے اور کہاں ملتا۔ وہ پیارے نبیؐ کے قدموں سے لپٹ گیا اور آپ کو چھوڑ کر جانے کے لیے تیار نہ ہوا۔ آخر باپ مجبور ہو کر چلا گیا۔ البتہ باپ اپنی جگہ خوش تھا کہ چلو کوئی حرج نہیں۔ بیٹا ایسی جگہ ہے، جہاں اس کی پرورش اور تربیت ہمارے گھر سے اچھی ہو رہی ہے۔

۱۔ بچہ اپنے باپ کے ساتھ کیوں نہیں گیا؟ باپ کیا سوچ کر خوش تھا؟

(۷)

جانوروں کے ساتھ مہربانی

ایک دفعہ کا ذکر ہے ایک صحابیؓ کہیں جا رہے تھے، کچھ دُور گئے تو راستے میں ایک جھاڑی ملی۔ جھاڑی کے اندر سے چوں چوں کی آواز آ رہی تھی۔ آواز سن کر وہ جھاڑی کے اندر گھس گئے۔ دیکھا تو وہاں چڑیا کے ننھے ننھے بچے تھے۔ یہ ابھی اُڑ نہیں سکتے تھے۔ بچوں کو دیکھ کر صحابیؓ بہت خوش ہوئے۔ جلدی سے سب کو پکڑا اور چادر میں چھپا کر جھاڑی سے نکل آئے۔ ابھی جھاڑی سے باہر نکلے ہی تھے کہ چڑیا بچوں کے لیے چارہ لے کر آ گئی۔ بچے چادر کے نیچے سے چُوں چُوں کر رہے تھے۔ چڑیا سمجھ گئی کہ یہی شخص میرے بچوں کو لیے جا رہا ہے۔ وہ بہت بے چین ہوئی اور صحابیؓ کے سر پر منڈلانے لگی۔ صحابیؓ نے چڑیا کے چلّانے کی پروانہ کی اور بچوں کو چادر میں چھپائے پیارے نبیؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

چڑیا کے ننھے ننھے بچوں کو دیکھ کر آپؐ کو ترس آ گیا۔ پوچھا

"یہ بچے تمھیں کہاں ملے؟" صحابیؓ نے سارا حال کہہ سنایا۔ پیارے نبیؐ تھے ہی بڑے رحم دل، بچوں کو ماں سے چھین لینا اور اس طرح ماں بچے سب کو ستانا اور پریشان کرنا بھلا آپؐ کب گوارا کر سکتے تھے۔ فرمایا:

"جاؤ ان بچوں کو وہیں چھوڑ آؤ۔"

صحابیؓ گئے اور بچوں کو جھاڑی میں چھوڑ آئے۔

۱۔ صحابیؓ نے چڑیا کے بچے کس طرح پکڑے؟
۲۔ حضورؐ نے جب بچے دیکھے تو کیا حکم دیا؟
۳۔ جانوروں کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہیے؟
۴۔ اگر تم نے کسی جانور کے ساتھ اچھا سلوک کیا ہو تو بیان کرو؟

(۸)

بڑوں کو دین سکھانے کا طریقہ

ایک دن کا ذکر ہے، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ ابھی کم سِن تھے۔ ان کے یہاں ایک بدّو آیا۔ بدّو بالکل دیہاتی اور گنوار تھا۔ وضو کا صحیح طریقہ بھی نہیں جانتا تھا۔ نماز کا وقت ہوا، بدّو وضو کرنے بیٹھا۔ وضو کرنا جانتا تو تھا نہیں، غلط سلط کرنے لگا۔ ان دونوں نے دیکھا۔ دین کا معاملہ تھا۔ غلط بات پر ٹوکنا ضروری تھا۔ مگر ٹوکیں کس طرح۔ بدّو عمر میں ان دونوں سے بہت بڑا تھا۔ بڑوں کو کھلّم کھلاّ ٹوکنا بے ادبی تھی۔ ممکن ہے بدّو بُرا مانتا۔ آخر دونوں کو ایک ترکیب سوجھی، لوٹے میں پانی لے کر وضو کرنے بیٹھ گئے اور بدّو سے بہت ادب سے کہا:

بڑے میاں! ہم دونوں بھائی وضو کر رہے ہیں، ذرا دیکھیے ہم لوگ ٹھیک سے کرتے ہیں۔ اگر غلط کریں تو بتا دیجیے گا۔"

یہ کہہ کر دونوں نے صحیح طریقے سے وضو کیا۔ بدّو غور سے دیکھتا رہا۔ اس کی

سمجھ میں آ گیا کہ وضو کرنے کا صحیح طریقہ کیا ہے۔
اس طرح ان دونوں نے اپنے سے زیادہ عمر کے آدمی کو دین کی ایک بات بتادی۔ ثواب کا ثواب ملا اور بدّو کو بُرا بھی نہ لگا۔

۱- بدّو کس طرح وضو کر رہا تھا؟
۲- حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ نے اسے کس طرح سمجھایا؟
۳- بڑوں کو دین سکھانے کا کیا طریقہ ہونا چاہیے؟

(۹)

خدمت

مسلمانوں میں بہت سے ایسے خلیفہ گزرے ہیں، جن کا درجہ آج کل کے بادشاہوں، وزیروں اور سپہ سالاروں سے اونچا تھا۔ مگر نہایت سیدھے سادے طریقے سے زندگی بسر کرتے تھے۔ اپنے آرام پر بہت کم خرچ کرتے تھے۔

اسی طرح کے ایک خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ تھے۔ یہ دین کے زبردست خادم تھے۔ ایک رات لیٹے ہوئے تھے۔ گرمی کا مہینا تھا۔ پسینا بہت آرہا تھا۔ کنیز ہاتھ میں پنکھا لیے جھل رہی تھی۔ اتفاق سے کنیز کو نیند آگئی۔ وہ اُٹھے، اس کے ہاتھ سے پنکھا لے لیا اور خود لونڈی کو جھلنے لگے۔

تھوڑی دیر میں کنیز کی آنکھ کھل گئی۔ خلیفہ کو پنکھا جھلتے دیکھ کر وہ بہت شرمندہ اور پریشان ہوئی۔ خلیفہ نے کہا:

گھبراتی کیوں ہو۔ تم بھی آخر مجھ جیسی ایک انسان ہو۔ جب

میں گرمی سے پریشان تھا تو تم نے پنکھا جھل کر آرام پہنچایا۔ پھر جب تمھیں گرمی لگی تو میں نے پنکھا جھل دیا اس میں برائی کیا ہوئی۔

۱۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کون تھے؟
۲۔ انھوں نے کنیز کے ساتھ کیا سلوک کیا؟
۳۔ کنیز شرمندہ ہوئی تو انھوں نے کیا کہا؟

(۱۰)

پڑوسیوں کا خیال

پیارے نبیؐ کے اچھے ساتھیوں کو صحابہ کہا جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی تھے حضرت عبداللہؓ۔ وہ بہت نیک اور اللہ و رسول کے بڑے فرماں بردار تھے۔

ایک دن حضرت عبداللہؓ کے یہاں ایک بکری ذبح کی گئی۔ پڑوسی میں ایک یہودی رہتا تھا۔ اتفاق سے وہ کہیں باہر تشریف لے گئے تھے۔ جب شام کو واپس لوٹے تو گھر والوں سے پوچھا ''کیا تم نے پڑوسی کو بھی گوشت بھیجا؟''

''وہ یہودی ہے۔ اس کے یہاں کیوں گوشت بھیجتے؟'' گھر والوں نے جواب دیا۔

یہودی ہونے سے کیا ہوا؟ حضرت عبداللہؓ نے کہا '' ہے تو ہمارا پڑوسی۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار تاکید کی ہے۔

۱- صحابی کسے کہتے ہیں؟
۲- گھر والوں نے گوشت کیوں نہیں بھیجا تھا؟
۳- حضرت عبداللہ نے کیا کہا؟
۴- پڑوسیوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(۱۱)

بدلہ لینے سے پرہیز

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ جہاد میں حضرت علیؓ کا ایک کافر سے مقابلہ ہوا۔ حضرت علیؓ بڑے بہادر تھے۔ کافر بھی پہلوان تھا۔ مگر بھلا حضرت علیؓ کا کب مقابلہ کرسکتا تھا۔ آخر حضرت علیؓ نے کافر کو دے پٹکا اور سینے پر سوار ہو گئے۔ تلوار کھینچ کر اس کی گردن اُڑانے والے تھے کہ اس نے منہ پر تھوک دیا۔

کافر کا تھوکنا تھا کہ حضرت علیؓ اس کے سینے سے اُتر کر الگ کھڑے ہو گئے اور فرمایا:

"جاؤ اب میں تم کو قتل نہیں کرسکتا۔ اب تک تو میں دین کے لیے لڑ رہا تھا۔ اب اگر تمھیں قتل کرتا ہوں تو اس میں میرے غصے کا بھی جز شامل ہو گا۔ اور بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں یہ بدلہ شمار ہو۔ تم نے میری توہین کی، میں اس کا بدلہ نہیں لینا چاہتا۔ اپنے نفس کے لیے کسی آدمی کا

خون بہانا بہادری نہیں بزُدلی ہے۔"
کافر حضرت علیؓ کے اس برتاؤ سے بہت متاثر ہوا اور مسلمان ہو گیا۔

۱- اس کہانی کو زبانی سناؤ؟
۲- حضرت علیؓ نے کافر کو کیوں چھوڑ دیا؟
۳- اُن کے برتاؤ کا کیا اثر ہوا؟

(۱۲)

بھید چھپانا

حضرت انسؓ ایک بڑے صحابی گزرے ہیں۔ وہ بچپن ہی سے بہت نیک تھے۔ ایک دن کی بات ہے، وہ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُدھر سے گزرے۔ بچوں کو سلام کیا۔ حضرت انسؓ کو بلایا اور ایک کام سے کہیں بھیج دیا۔ اتفاق سے اس کے پورا کرنے میں کافی دیر لگ گئی۔ گھر آئے تو ماں نے پوچھا:

"انسؓ! تم اتنی دیر کہاں رہ گئے تھے؟"

"حضورؐ نے ایک ضرورت سے بھیجا تھا"____

حضرت انسؓ نے جواب دیا۔

"وہ کیا؟" ماں نے کہا:

بولے "وہ ایک راز ہے۔"

ماں نے کہا: "دیکھو بیٹا! آپؐ کا راز کسی سے نہ کہنا۔"

حضرت انسؓ نے یہ بات گرہ میں باندھ لی اور زندگی بھر وہ راز کسی سے نہ بتایا۔

حضرت ثابتؓ آپؓ کے گہرے دوست تھے ایک دن آپ نے یہ واقعہ ان سے بیان کیا اور بولے:

"ثابتؓ! اگر وہ راز میں نے کسی سے بیان کیا ہوتا تو تم سے ضرور بیان کرتا۔"

۱۔ حضرت انسؓ سے امّی نے کیا کہا تھا؟

۲۔ حضرت ثابتؓ کون تھے؟

۳۔ آپ نے ان سے کیا کہا؟ کیوں؟

(۱۴)

صدقہ کھانے سے پرہیز

ایک بار کا ذکر ہے پیارے نبیؐ کے پاس صدقے کی کچھ کھجوریں آئیں۔ لوگ اکثر صدقے کی چیزیں آپ کے پاس بھیج دیتے تھے۔ مگر آپ نہ اس میں سے خود استعمال کرتے اور نہ گھر والوں کو استعمال کرنے دیتے۔ بلکہ سب غریبوں میں بانٹ دیا کرتے تھے۔

اس بار جو کھجوریں آئی تھیں، وہ ابھی تقسیم نہیں ہوئی تھیں۔ ایک کھڑکی پر رکھی تھیں۔ اتفاق سے حضرت حسینؓ وہاں آ نکلے۔ وہ ابھی بچے تھے۔ انھیں یہ بھی معلوم نہ تھا کہ حضورؐ نے صدقے کی چیزیں کھانے سے اپنے گھر والوں کو روک دیا ہے۔ بچے تو تھے ہی۔ کھڑکی پر چڑھ گئے اور ایک کھجور نکال کر منہ میں رکھ لی۔ آپؐ نے دیکھا تو فرمایا:

"بیٹا! اس کو پھینک دو۔ ہمارے لیے صدقے کی چیز جائز نہیں۔"

حضرت حسینؓ نے منہ سے نکال کر کھجور باہر پھینک دی۔

۱۔ صدقے کی چیز آپؐ کیا کرتے تھے؟

۲۔ حضرت حسینؓ نے کیا کیا تھا؟

۳۔ آپؐ نے کھجور کیوں پھنکوادی؟

(۱۴)

سچائی

اپنی امی جان سے تم نے بڑے پیر صاحب کا نام تو سنا ہوگا؟ اُن کا پورا نام شیخ عبدالقادرؒ تھا۔ وہ گیلان کے رہنے والے تھے۔ اسی لیے اُن کے نام کے ساتھ گیلانی یا جیلانی بھی لکھا جاتا ہے۔

اللہ اُن پر رحم کرے۔ وہ بہت بڑے بزرگ اور اللہ والے انسان تھے۔ ابھی چھوٹے سے تھے کہ باپ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ بچپن ہی سے لکھنے پڑھنے کے بہت شوقین تھے۔ سنا تھا کہ بغداد شہر میں بہت اچھے عالم ہیں۔ ابتدائی تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد بغداد جانے کا شوق پیدا ہوا۔ اپنی امی سے کہا کہ ''مجھے پڑھنے کے لیے بغداد بھیج دیجیے۔'' وہ تیار ہوگئیں۔

اس زمانہ میں آج کل کی طرح سفر آسان نہ تھا۔ پیدل چلنا پڑتا تھا یا جانوروں کی پیٹھ پر سوار ہوکر۔ راستے میں لوٹ مار کا بھی خطرہ رہتا

تھا۔اس لیے لوگ قافلے کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے۔
بغداد جانے والے ایک قافلے کے ساتھ اُن کا جانا طے ہوا۔
چلتے وقت امّی نے چالیس دینار اُن کے لباس میں بغل کے نیچے سی دیے، تاکہ چوری سے محفوظ رہیں اور تاکید کردی "بیٹا! کیسی بھی مصیبت پڑے، خواہ جان پر بن آئے لیکن جھوٹ کبھی نہ بولنا۔"
قافلہ روانہ ہوا، وہ بھی ساتھ تھے۔ کچھ ہی دور گئے ہوں گے کہ ڈاکا پڑا۔سارا قافلہ لُٹ گیا۔ایک ڈاکو نے آکر پوچھا:
"میاں صاحب زادے! کچھ تمھارے پاس بھی ہے۔"
اُنھوں نے جواب دیا: "ہاں! چالیس دینار ہیں۔"
اُن کا سادہ لباس دیکھ کر ڈاکو کو یقین نہ آیا سمجھا کہ بچہ ہنسی کر رہا ہے۔اسی طرح کئی ڈاکوؤں سے مڈبھیڑ ہوئی،سب کے سوال پر اُنھوں نے یہی جواب دیا:
"ہاں! میرے پاس چالیس دینار ہیں۔"
آخرکار ڈاکوؤں کے سردار تک نوبت پہنچی۔اس نے پوچھا دینار کہاں ہیں؟"
فرمایا: "میرے لباس میں بغل کے نیچے سِلے ہوئے ہیں۔"
ڈاکوؤں نے کپڑا اپھاڑ کر دیکھا تو سچ مچ چالیس دینار نکلے۔اس پر ڈاکوؤں کا سردار سخت حیران ہوا، پوچھا:

''کیوں بیٹے! جس چیز کو تم نے گم ہونے کے ڈر سے اتنا چھپا کر رکھا تھا، ہمارے پوچھنے پر کیوں بتا دیا؟'' انھوں نے کہا:

''امّی نے چلتے وقت تاکید کر دی تھی کہ کیسی ہی آفت پڑے کبھی جھوٹ نہ بولنا۔'' ''میں امی کی بات کیسے ٹالتا۔''

بچے کی اس بات کا سردار پر بہت اثر پڑا۔ اس نے سوچا کہ اتنے سے بچے کو اپنی امی کے حکم کا اتنا خیال ہے اور میں ہوں کہ اللہ و رسول کے حکم کے خلاف ڈاکا مارتا پھرتا ہوں۔ سردار اور اس کی ٹولی کے تمام ڈاکوؤں نے فوراً توبہ کی۔ تمام لوٹا ہوا مال قافلے کو واپس کر دیا اور سب نیک بن گئے۔

۱۔ بڑے پیر صاحب کا نام کیا تھا؟ کہاں کے رہنے والے تھے؟

۲۔ پڑھنے کے لیے کہاں جا رہے تھے؟ راستے میں کیا واقعہ پیش آیا؟

۳۔ بچے کے سچ بولنے کا کیا اثر ہوا؟